O

ہم کبھی انفس و آفاق کو سمجھے ہی نہیں
اپنے سینے میں چھپے طاق کو سمجھے ہی نہیں

شوقِ نظارہ سے آنکھوں کو ادب بھول گیا
اور وہ دیدۂ بے باک کو سمجھے ہی نہیں

جو سمجھتے ہیں کہ برکت ہے حصولِ دولت
بات اتنی ہے وہ انفاق کو سمجھے ہی نہیں

یہ نمو پائے تو سو رنگ میں ڈھل جاتی ہے
آدمِ خاکی ہو پر خاک کو سمجھے ہی نہیں

https://emad-ahmed.com/

قلب دھوتے رہے اور نفس پہ رکھی نہ نظر
پاک تو سمجھے ہو، ناپاک کو سمجھے ہی نہیں

ہم جگر سوز بھی پیوندِ قبا لے کے پھرے
دیدہ ور پیرہنِ چاک کو سمجھے ہی نہیں

آپ کہتے تھے تجلی سے بدل جاتا ہے قلب
آپ کیوں مجھ پہ پڑی دھاک کو سمجھے ہی نہیں

نور سے نور ملا اور ملی خاک میں خاک
لوگ اس معرکۂ ساق کو سمجھے ہی نہیں

رنگ و مستی میں مگن اتنے رہے لوگ عماد
جذب کو، روح کو، ادراک کو سمجھے ہی نہیں

https://emad-ahmad.com/